ازعدالت عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 27 اپریل، 1964

کلتر سنگھ

بنام

مکھتیر سنگھ

]پی۔ بی۔ گجیندر گڈکر، سی۔ جے۔، کے۔ این۔ وانچو، ایم۔ ہدایت اللہ، کے۔سی۔ داس گپتا اور این۔راجا گوپالا آیان گار، جسٹسز)

عوامی نمائندگی ایکٹ، 1951 (1951 کا 43)دفعہ 123 (3) — انتخابی درخواست- ووٹرز سے مذہب کی بنیاد پر ووٹ ڈالنے کی اپیل پر مشتمل پوسٹروں کی اشاعت اور تقسیم کا خاتمہ- اگر بدعنوان عمل کے مترادف ہے- لفظ "پنتھ"، جو پمفلٹ میں استعمال ہوتا ہے- یعنی-

مدعا علیہ نے اپیل کنندہ کے انتخاب کو ٹریبونل کے سامنے چیلنج کرتے ہوئے الزام لگایا کہ یہ کالعدم ہے کیونکہ ووٹ حاصل کرنے کے مقصد سے اپیل کنندہ نے اپنے مذہب سے اپیل کی تھی اور اس طرح ایک بدعنوان عمل کا ارتکاب کیا تھا۔انہوں نے سات انتخابی جلسوں سے خطاب کیا تھا اور ان جلسوں میں انہوں نے اور ان کے حامیوں نے رائے دہندگان سے کہا تھا کہ وہ انہیں ووٹ دیں کیونکہ وہ سکھ پنتھ کے مناسب نمائندے ہیں، اور اس طرح وہ سکھ مذہب اور سکھ زبان کی حفاظت کر سکیں گے۔ مزید الزام لگایا گیا کہ ان کے زیر اہتمام سات میں سے پانچ انتخابی جلسوں میں پرنٹ شدہ پوسٹر (.Exts صفحہ 1 سے صفحہ 10) ان کے ذریعے تقسیم کیا گیا تھا اور ان میں رائے دہندگان سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ انہیں ان کے مذہب کی بنیاد پر ووٹ دیں۔ درخواست گزار نے ان دونوں الزامات کی تردید کی۔ انہوں نے مدعا علیہ کے اس مقدمہ

سے اختلاف کیا کہ ان ملاقاتوں میں مذہب سے متعلق کوئی اپیل کی گئی تھی۔ پوسٹروں کے حوالے سے، انہوں نے اس بات سے انکار کیا کہ ان کا مذکورہ پوسٹروں سے کوئی تعلق نہیں ہے، سوائے ایک .Ext شق کے۔ 9 اور استدعا کی کہ مذکورہ پوسٹر بے قصور ہے اور اس کی اشاعت اور تقسیم کی دفعہ 123 (3) ایکٹ کو راغب نہیں کرے گی۔ ان دونوں سوالوں کا جواب ٹریبونل نے مدعا علیہ کے حق میں دیا۔ اپیل پر، ہائی کورٹ نے پہلے سوال پر ٹریبونل کے نتیجے کو الٹ دیا۔ پوسٹروں کے حوالے سے، اس کا مؤقف تھا کہ تمام دس پوسٹروں کو اس نے تقسیم کیا تھا، لیکن، اس کی رائے میں، سوائے ایکسٹینٹ شق 10 دوسروں میں سے کسی نے بھی ایکٹ کی دفعہ 123 (3) کی دفعات کو مجروح نہیں کیا۔ پوسٹر کے حوالے سے ایکسٹینٹ شق۔ .10 تاہم، اس نے ٹریبونل کے نتیجے سے اتفاق کیا اور کہا کہ مذکورہ پوسٹر میں ووٹوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اپیل گزار کو اس کے مذہب کی بنیاد پر ووٹ دیں، اور اسی طرح اسے اس کے انتخابی اجلاسوں میں شائع اور تقسیم کریں۔ اس نے دفعہ 123 (3) کے تحت بدعنوان عمل کا ارتکاب کیا تھا۔ اس عدالت میں اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ الیکشن ٹریبونل اور ہائی کورٹ کی طرف سے لیا گیا نظریہ متنازعہ پمفلٹ کی غلط تعمیر پر مبنی تھا۔

حکم ہوا: اس سوال پر غور کرتے ہوئے کہ آیا کسی امیدوار کی طرف سے کی گئی کوئی خاص اپیل دفعہ 123 (3) کی شرارت کے تحت آتی ہے۔ قانون کے مطابق، عدالتوں کو اپیل میں استعمال ہونے والے الفاظ کو اس سے زیادہ پڑھنے میں ہوشیار نہیں ہونا چاہیے جو اس کی منصفانہ اور معقول تعمیر پر ان سے منسوب کیا جا سکے۔

ہائی کورٹ اور ٹریبونل کی طرف سے لیا گیا نظریہ متنازعہ پوسٹر کی منصفانہ اور معقول تعمیر سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ درحقیقت، ہائی کورٹ نے پوسٹر میں مختلف جگہوں پر غور نہیں کیا جہاں لفظ "پنتھ" استعمال کیا گیا تھا اور ان جملوں کو مربوط کرنے اور یہ پوچھنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ آیا ہائی کورٹ کی طرف سے لفظ "پنتھ" سے منسوب معنی ان تمام جملوں کے حوالے سے جائز تھا جن میں یہ لفظ آیا تھا۔

اعتراض شدہ پوسٹر میں پنجابی صوبہ کے حوالے کی اہمیت اس حقیقت سے پیدا ہوتی ہے کہ اس

سے اس معنی کا اشارہ ملتا ہے جو پوسٹر نے لفظ "پنتھ" کو تفویض کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لہذا، اس پوسٹر میں لفظ "پنتھ" کا مطلب سکھ مذہب نہیں تھا اور اس لیے اس خیال کو قبول کرنا ممکن نہیں ہوگا کہ اس پوسٹر کو تقسیم کر کے، اپیل کنندہ نے اپنے مذہب کی وجہ سے ووٹروں سے اسے ووٹ دینے کے لیے کہا تھا۔

اعتراض شدہ پوسٹر کی تشریح کرتے ہوئے، ہائی کورٹ نے زبانی شواہد کو مدنظر نہیں رکھا۔ یہ سچ ہے کہ زبانی ثبوت پمفلٹ کے الفاظ کو سمجھنے میں کوئی مادی مدد نہیں کرے گا؛ لیکن، پمفلٹ میں چھ جگہوں پر استعمال ہونے والے لفظ "پنتھ" کی صحیح تشریح صرف اکالی دل پارٹی کے معنی میں کی جا سکتی تھی اور اسی تناظر میں گواہوں کی طرف سے اس نام کے بارے میں دیے گئے بیانات جس سے اکالی دل پارٹی کو مقبول ذہنوں میں جانا جاتا تھا، کچھ مطابقت رکھتے ہوں گے۔

سردل سنگھ کیویشار بمقابلہ حکم سنگھ، (1953) VI۔ای۔ایل۔آر۔316 اور بابا گوردت سنگھ بمقابلہ سردار پرتاپ سنگھ کیرون، انڈین الیکشن کیسز بائی دوابیا، جلد۔آئی۔شق۔ ,92 حوالہ دیا گیا۔

سیاسی مسائل جو انتخابی اجلاسوں میں تنازعات کا موضوع بنتے ہیں بالواسطہ اور اتفاقی طور پر زبان یا مذہب پر غور کر سکتے ہیں، لیکن اس سوال کا فیصلہ کرنے میں کہ آیا دفعہ 123 (3) کے تحت بدعنوان عمل کا ارتکاب کیا گیا تھا۔ متعلقہ سیاسی تنازعہ کی روشنی میں اعتراض شدہ تقریر یا اپیل پر احتیاط سے اور ہمیشہ غور کیا جانا چاہیے۔ لہذا، ہائی کورٹ اس نتیجے پر پہنچنے میں غلطی پر تھی کہ اعتراض شدہ پوسٹر ایکسٹینٹ شق۔10 دفعہ 123 (3) ایکٹ کی فراہمی کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

جگد یو سنگھ سدھانتی بمقابلہ پرتاپ سنگھ دولتے، اے۔آئی۔آر۔1965 ایس۔سی۔183۔

دیوانی اپیل عدالتِ حدود کا عدالتی فیصلہ: دیوان، اپیل نمبری 298 سال 1964 کا۔1962 کے ایف اے او نمبر 5-ای سال 1962 میں پنجاب ہائی کورٹ کے 31 مئی 1963 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ایم سی سیتلواڈ، اور بی پی مہیشوری۔

جواب دہندہ کی طرف سے باوا شیو چرن سنگھ، ہردیو سنگھ اور وائی کمار۔

17 اپریل 1964۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

گجیندر گڈکر، چیف جسٹس۔خصوصی اجازت کے ذریعے اس اپیل میں جو قانون کا مختصر سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا پوسٹر شائع کرنا اور تقسیم کرنا (ایکسٹینٹ شق۔10) اپنے انتخاب کو آگے بڑھاتے ہوئے، اپیل کنندہ کلتر سنگھ نے عوامی نمائندگی ایکٹ1951 (1951 کا نمبر 43) (جسے اس کے بعد 'ایکٹ' کہا جاتا ہے) کی دفعہ 123 (3) کے تحت بدعنوان عمل کا ارتکاب کیا ہے۔الیکشن ٹریبونل جس نے مدعا علیہ مختار سنگھ کی طرف سے اپیل کنندہ کے انتخاب کے جواز کو چیلنج کرنے والی انتخابی درخواست کی سماعت کی، نیز پنجاب کی ہائی کورٹ جس نے الیکشن ٹریبونل کے فیصلے کے خلاف اپیل کنندہ کی اپیل کی سماعت کی، نے اپیل کنندہ کے خلاف اس سوال کا جواب دیا ہے۔اس کے مطابق، اپیل کنندہ کے انتخاب کو کالعدم قرار دیا گیا ہے۔اپیل کنندہ کی طرف سے مسٹر سیتلواڈ کا دعوی ہے کہ الیکشن ٹریبونل اور ہائی کورٹ کی طرف سے لیا گیا نظریہ متنازعہ پمفلٹ کی غلط تشریح پر مبنی ہے۔

اپیل کنندہ دھرم کوٹ حلقہ سے پنجاب قانون ساز اسمبلی کے لیے منتخب ہوا اور اس نے اپنے قریبی حریف مدعا علیہ کو تقریباً 8,000 ووٹوں کے فرق سے شکست دی۔اپیل کنندہ اکالی دل کے ٹکٹ پر انتخابات کے لیے کھڑا ہوا تھا، جبکہ مدعا علیہ کو کانگریس پارٹی نے باضابطہ طور پر اپنا لیا تھا۔اپیل کنندہ کے انتخاب کا اعلان ہونے کے بعد، مدعا علیہ نے ایک انتخابی درخواست دائر کی جس میں الزام لگایا گیا کہ اپیل کنندہ کا انتخاب کالعدم ہے کیونکہ ووٹ حاصل کرنے کے مقصد سے اس نے اپنے مذہب سے اپیل کی تھی اور وہاں ایک بدعنوان عمل کا ارتکاب کیا تھا۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انتخابی پٹیشن میں یہ بھی الزام لگایا گیا تھا کہ اپیل کنندہ نے اپنی زبان اور برادری سے اپیل کی تھی، لیکن کیس کے اس حصے کے ساتھ اب ہم موجودہ اپیل میں فکر مند نہیں ہیں، کیونکہ پٹیشن اس طرف سے کامیاب نہیں ہوئی ہے۔مدعا علیہ کے مطابق، اپیل کنندہ نے مختلف مقامات پر اور مختلف تاریخوں پر منعقدہ سات انتخابی جلسوں سے خطاب کیا تھا اور ان جلسوں میں، اس نے اور اس کے حامیوں نے رائے دہندگان سے اپیل کنندہ کو ووٹ

دینے کے لیے تقریر کی تھی کیونکہ وہ سکھ پنتھ کا مناسب نمائندہ تھا، جبکہ مدعاعلیہ ہندوزدہ پارٹی کی نمائندگی کرتا تھا، اور اس لیے اپیل کنندہ سکھ مذہب اور سکھ زبان کی حفاظت کر سکے گا۔ درخواست میں مزید الزام لگایا گیا کہ اپیل کنندہ کے زیرِاہتمام سات انتخابی اجلاسوں میں سے پانچ میں پرنٹ شدہ پوسٹر (ایکسٹینٹ شق۔1 تا10) اپیل کنندہ کے ذریعے تقسیم کیے گئے تھے اوران پوسٹرز میں رائے دہندگان سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ اپیل کنندہ کواس کے مذہب کی بنیاد پر ووٹ دیں۔

درخواست گزار نے ان دونوں الزامات کی تردید کی۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ انتخابی اجلاس ان کی طرف سے منعقد کیے گئے تھے اوران کے اوران کے حامیوں کے ذریعے اشتہارات پہنے گئے تھے، لیکن انہوں نے مدعاعلیہ کے اس معاملے سے اختلاف کیا کہ ان اجلاسوں میں مذہب سے متعلق کوئی اپیل کی گئی تھی۔ پوسٹروں کے حوالے سے، اپیل کنندہ نے اس بات سے انکار کیا کہ اس کا مذکورہ پوسٹروں سے کوئی تعلق نہیں ہے، سوائے ایک ایکسٹینٹ شق 9 اوراس نے استدعا کی کہ مذکورہ پوسٹر بے قصور ہے اوراس کی اشاعت اور تقسیم ایکٹ کی دفعہ 123(3) کی دفعات کوراغب نہیں کرے گی۔

ان استدعاوں پر فیصلے کے لیے دووسیع سوالات پیدا ہوئے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ آیا انتخابی اجلاسوں میں اپیل کنندہ اوراس کے حامیوں کی طرف سے مبینہ طور پر کی گئی تقاریر میں رائے دہندگان سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ اپیل کنندہ کواس کے مذہب کی بنیاد پر ووٹ دیں؛ اور دوسرا یہ تھا کہ آیا اعتراض شدہ پوسٹر ایکسٹینٹ پی۔1 تا شق 10 انتخابی اجلاسوں میں اپیل کنندہ کے ذریعہ شائع یا تقسیم کیے گئے تھے، اوراگر ہاں، تو آیا ان میں سے کسی ایک یا زیادہ میں اپیل کنندہ کے مذہب کی بنیاد پر رائے دہندگان کے لیے اپیل موجود تھی۔ ان دونوں سوالوں کا جواب ٹریبونل نے مدعاعلیہ کے حق میں دیا۔ تاہم، ہائی کورٹ نے پہلے سوال پر ٹریبونل کے نتیجے کوالٹ دیا ہے۔ اس نے فیصلہ دیا ہے کہ مدعاعلیہ کی قیادت میں اس کے مقدمے کی حمایت میں ثبوت کہ انتخابی اجلاسوں میں رائے دہندگان سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ اپیل گزار کی امیدواری کی حمایت اس کے مذہب کی بنیاد پر کرے، مدعاعلیہ کا مقدمہ قائم نہیں کرتا ہے۔ پوسٹروں کے

حوالے سے، ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا ہے کہ تمام دس پوسٹروں کو اپیل کنندہ نے تقسیم کیا تھا، لیکن، اس کی رائے میں، ایکسٹینشن سوائے شق 10 کے علاوہ دوسروں میں سے کسی نے دفعہ 123 (3) کی دفعات کو مجروح نہیں کیا۔ خاص طور پر میں دو پوسٹروں کے حوالے سے ہائی کورٹ کے سامنے دلیل پیش کی گئی۔ پی۔ ایکسٹینشن شق 9 اور شق .10 ہائی کورٹ نے پوسٹر ایکسٹنشن 9 کے حوالے سے مدعا علیہ کا مقدمہ مسترد کر دیا۔ کیونکہ اس کا مؤقف تھا کہ یہ واضح نہیں تھا کہ پوسٹر میں اپیل کنندہ کے مذہب کی بنیاد پر رائے دہندگان کے لیے اپیل تھی۔ پوسٹر کے حوالے سے ایکسٹینشن شق ,10 تاہم، ہائی کورٹ نے ٹریبونل کے نتیجے سے اتفاق کیا اور کہا کہ مذکورہ پوسٹر میں رائے دہندگان سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اپیل کنندہ کو اس کے مذہب کی بنیاد پر ووٹ دیں، اور اس لیے اسے اپنے انتخابی اجلاسوں میں شائع اور تقسیم کر کے، اپیل کنندہ نے ایکٹ کی دفعہ 123 (3) کے تحت بدعنوانی کا ارتکاب کیا تھا۔ اس طرح اس تنگ بنیاد پر، ٹریبونل کے فیصلے کی ہائی کورٹ نے تصدیق کی اور اس سے متنازعہ پوسٹر ایکسٹینشن شق 10 کی تعمیر کے بارے میں سوال اٹھتا ہے۔

اس سوال سے نمٹنے سے پہلے، دفعہ 123 (3) کی دفعات کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ دفعہ 123 مختلف کارروائیوں کے لیے فراہم کرتا ہے جو ایکٹ کے تحت بدعنوان طریقوں کو تشکیل دیتے ہیں۔ دفعہ 123 (3) میں دیگر باتوں کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی امیدوار یا اس کے ایجنٹ یا کسی دوسرے شخص کی طرف سے کسی امیدوار یا اس کے انتخابی ایجنٹ کی رضامندی سے کسی شخص کو اس کے مذہب کی بنیاد پر ووٹ دینے یا اسے ووٹ دینے سے باز رہنے کی اپیل ایک بدعنوان عمل کے مترادف ہوگی۔ اس طرح، یہ واضح ہے کہ اگر یہ دکھایا جائے کہ متنازعہ پوسٹر جسے اپیل کنندہ نے اپنے انتخابی اجلاسوں میں شائع اور تقسیم کیا ہے، اس میں اس کے حلقے کے رائے دہندگان سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اسے اس کے مذہب کی بنیاد پر ووٹ دیں جو دفعہ 123 (3) ایکٹ کے تحت بدعنوان عمل کے مترادف ہوگا۔ اور اس صورت میں، اپیل کنندہ کا انتخاب دفعہ 100 (1) (d) (ii) کے تحت کالعدم ہوگا۔

یہ سچ ہے کہ دفعہ 123 (3) کے تحت ایک بدعنوان عمل ایک امیدوار کے ذریعے

ووٹروں سے اپنے مذہب کی بنیاد پر اسے ووٹ دینے کی اپیل کر کے انجام دیا جا سکتا ہے حالانکہ اس کے حریف امیدوار کا تعلق اسی مذہب سے ہو سکتا ہے۔ اگر، مثال کے طور پر، ایک سکھ امیدوار رائے دہندگان سے اپیل کرے کہ وہ اسے ووٹ دیں، کیونکہ وہ ایک سکھ تھا اور اسے اپنے حریف امیدوار کے طور پر شامل کرے۔

اگرچہ نام سے ایک سکھ، سکھ مت کے مذہبی اصولوں کے مطابق نہیں تھا یا ایک متقی تھا اور اس طرح، سکھ مذہب کے دائرے سے باہر، یہ دفعہ 123 (3) کے تحت ایک بدعنوان عمل کے مترادف ہوگا۔ , اور اس لیے ہم اس دلیل کو برقرار نہیں رکھ سکتے کہ دفعہ 123 (3) لاگو ہے کیونکہ اپیل کنندہ اور مدعا علیہ دونوں سکھ ہیں۔ منصفانہ طور پر، تاہم، ہمیں یہ بھی شامل کرنا چاہیے کہ مسٹر سیتلواد نے ہمارے سامنے اس دلیل کو نہیں دبایا۔

جیسا کہ دفعہ 123 (3) کے ذریعہ تجویز کردہ بدعنوان عمل بلاشبہ ایک بہت ہی صحت مند اور صحت بخش شق ہے جس کا مقصد اس ملک میں سیکولر جمہوریت کے مقصد کی تکمیل کرنا ہے۔ جمہوری عمل کو پھلنے پھولنے اور کامیاب ہونے کے لیے، یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ پارلیمنٹ اور مختلف قانون ساز اداروں کے ہمارے انتخابات مذہب، نسل، ذات، برادری یا زبان کی اپیلوں کے غیر صحت بخش اثر و رسوخ سے پاک ہوں۔ اگر ان تحفظات کو انتخابی مہموں میں کسی بھی طرح سے اثر انداز ہونے دیا جائے تو وہ جمہوری زندگی کے سیکولر ماحول کو خراب کر دیں گے، اور اس لیے دفعہ 123 (3) دانشمندی سے اس ناپسندیدہ پیش رفت پر روک لگاتی ہے جس میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ کسی بھی امیدوار کی امیدواری کو آگے بڑھانے کے لیے ان میں سے کسی بھی عنصر سے اپیل کرنا ایک بدعنوان عمل ہوگا اور مذکورہ امیدوار کے انتخاب کو کالعدم قرار دے گا۔

اس سوال پر غور کرتے ہوئے کہ آیا اپیل کنندہ کے ذریعہ اعتراض شدہ پوسٹر کی تقسیم دفعہ 123 (3) کے تحت بدعنوان عمل ہے، ایک نقطہ ہے جسے ذہن میں رکھنا ہوگا۔ اپیل کنندہ کو اکالی دل پارٹی نے اپنا امیدوار اپنایا تھا۔ اس پارٹی کو الیکشن کمیشن نے اس حقیقت کے باوجود ایک سیاسی جماعت کے طور پر تسلیم کیا ہے کہ اس کے تمام اراکین صرف سکھ ہیں۔ یہ اچھی طرح

سے جانا جاتا ہے کہ اس ملک میں کئی جماعتیں ہیں جو مختلف سیاسی اور معاشی نظریات کو قبول کرتی ہیں، لیکن ان میں سے ممبر شپ یا تو محدود ہے، یا زیادہ تر مخصوص برادریوں یا مذاہب کے ممبروں کے پاس ہے۔ جب تک قانون ایسی جماعتوں کی تشکیل پر پابندی نہیں لگاتا اور درحقیقت انہیں انتخابی اور پارلیمانی زندگی کے مقصد کے لیے تسلیم کرتا ہے، یہ یاد رکھنا ضروری ہوگا کہ ایسی جماعتوں کے امیدواروں کی طرف سے ووٹوں کے لیے کی گئی اپیل، اگر کامیاب ہوتی ہے تو، ان کے انتخاب کا باعث بن سکتی ہے اور بالواسطہ طور پر، مذہب، نسل، ذات، برادری یا زبان کے تحفظات سے متاثر ہوسکتی ہے۔ اس کمزوری سے شاید اس وقت تک بچا نہیں جا سکتا جب تک کہ فریقین کو کام کرنے کی اجازت ہو اور انہیں تسلیم کیا جائے، حالانکہ ان کی تشکیل بنیادی طور پر مخصوص برادریوں یا مذہب کی رکنیت پر مبنی ہوسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سوچتے ہیں کہ اس سوال پر غور کرتے ہوئے کہ آیا کسی امیدوار کی طرف سے کی گئی کوئی خاص اپیل دفعہ 123 (3) کی شرارت کے دائرے میں آتی ہے، عدالتوں کو اپیل میں استعمال ہونے والے الفاظ کو اس سے زیادہ پڑھنے میں ہوشیار نہیں ہونا چاہیے جو اس کی منصفانہ اور معقول تعمیر پر ان سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔

یہ ہمیں اعتراض شدہ پوسٹر کو سمجھنے کے سوال کی طرف لے جاتا ہے۔ اس طرح کے دستاویز کی تشکیل میں جن اصولوں کا اطلاق کرنا پڑتا ہے وہ اچھی طرح سے طے شدہ ہیں۔ دستاویز کو مجموعی طور پر پڑھنا چاہیے اور اس کے مقصد اور اثر کا تعین منصفانہ، معروضی اور معقول انداز میں کیا جانا چاہیے۔ اس طرح کے دستاویزات کو پڑھنے میں، اس حقیقت کو نظر انداز کرنا غیر حقیقی ہوگا کہ جب انتخابی اجلاس منعقد کیے جاتے ہیں اور مخالف سیاسی جماعتوں کے امیدواروں کی طرف سے اپیل کی جاتی ہے، تو ماحول عام طور پر متعصّبانہ جذبات اور جذبات سے بھرا ہوتا ہے اور مبالغہ آرائی یا مبالغہ آمیز زبان کا استعمال، یا استعاروں کو اپنانا، اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے میں اظہار رائے کی فضول خرچی، یہ سب کھیل کا ایک حصہ ہیں، اور اس لیے، جب انتخابی اجلاسوں میں دی جانے والی تقریروں یا پمفلٹ کے اثرات کے بارے میں سوال عدالتی چیمبر کے سرد ماحول میں بحث کی جاتی ہے، تو کچھ مراعات دیا جانا چاہیے اور متنازعہ

تقریروں یا پمفلٹ کو اسی روشنی میں سمجھا جانا چاہیے۔ تاہم، ایسا کرنے میں، اس سوال کو نظر انداز کرنا غیر معقول ہوگا کہ مذکورہ تقریر یا پمفلٹ کا عام ووٹر کے ذہن پر کیا اثر پڑے گا جو اس طرح کے اجلاسوں میں شرکت کرتا ہے اور پمفلٹ پڑھتا ہے یا تقریریں سنتا ہے۔ یہ ان اچھی طرح سے قائم کردہ اصولوں کی روشنی میں ہے کہ ہمیں اب متنازعہ پمفلٹ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

ایکسٹینشن شق۔ 10 ہائی کورٹ نے ترجمہ کیا ہے۔ اس ترجمہ کی درستگی کو ہم سے پہلے کسی فریق نے چیلنج نہیں کیا ہے۔ اس کا متن اس طرح ہے:

''پیارے مقامی سکھوں،

ہم، جو سنگاپور، ملایا اور جنوب مشرقی ایشیا میں رہ رہے ہیں، یہ بات آپ کے سامنے انتہائی احترام کے ساتھ رکھتے ہیں کہ اس نازک موڑ پر پنتھ کی عزت کو بلند رکھنا آپ کا فرض ہے۔ یہ پنتھ کے قائدین کی کمزوریوں پر تنقید کرنے کا وقت نہیں ہے؛ ضرورت یہ ہے کہ آنے والے عام انتخابات میں آپ پنتھ کے مخالفین کو اسی طرح شکست دیں جس طرح آپ نے پچھلے گوردوارہ انتخابات میں دی تھی۔ ہر سکھ ووٹ اکالی دل کے نمائندوں کو جانا چاہیے، اور ہم امید کرتے ہیں کہ دور دراز سے ہماری یہ دعا آپ قبول کریں گے اور آپ ایک بار پھر پنتھ کے اعزاز کی خدمت کریں گے۔ پنتھ کی فتح پنتھ کی عزت کو برقرار رکھے گی۔ اس طرح کی عزت کو برقرار رکھتے ہوئے ہم اپنے آخری مقصد تک پہنچ جائیں گے، یعنی پنجابی صباح

پوسٹر اس طرح ختم ہوتا ہے:۔

''ہم پنتھ کی عزت اور وقار کو ہمیشہ بلند رکھنے کے لیے بے چین رہتے ہیں۔ غیر مقیم بھائی"

آپ کا، ٹریبونل اور ہائی کورٹ کے سامنے مدعا علیہ کی دلیل یہ تھی کہ یہ اپیل واضح اور غیر واضح طور پر رائے دہندگان کو اپیل کنندہ کو ووٹ دینے کی دعوت دیتی ہے تاکہ پنتھ کی عزت اور وقار کی خدمت کی جا سکے اور اس پر زور دیا گیا کہ اس تناظر میں پنتھ کا مطلب سکھ مذہب ہے۔ چونکہ پمفلٹ واضح طور پر رائے دہندگان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپیل کنندہ کو ووٹ دیں

اوراس مفروضے پر آگے بڑھتے ہیں کہ اپیل کنندہ کا انتخاب سکھ مذہب کی عزت اور وقار کو برقرار رکھے گا، یہ ایک بدعنوان عمل کے مترادف ہے، کیونکہ اپیل اپیل کنندہ کے مذہب کی بنیاد پر ہے۔ درج ذیل عدالتوں نے اس دلیل کو قبول کر لیا ہے۔

لفظ 'پنتھ' سنسکرت سے ماخوذ ہے اور صفت کے لحاظ سے اس کا مطلب راہ یا راستہ ہے۔ یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ یہ خود سکھ مذہب کی نشاندہی کرنے کے لیے آیا ہے، کیونکہ اسے سکھوں نے اپنے مذہب اور اپنے فرقے کو اس پنتھ کے پیروکاروں کے طور پر ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ اس تناظر میں، پنتھ کا مطلب سکھ مذہب ہو سکتا ہے اور پنتھ کے پیروکار وہ افراد ہوں گے جو سکھ گروؤں کے تجویز کردہ راستے پر چلیں گے اور اس طرح، سکھ برادری کی نشاندہی کریں گے۔ پنتھک ایک صفت ہے جس کا مطلب ہے، پنتھ کا یا پنتھ سے تعلق رکھنے والا، اور اس لیے، پہلی نظر میں، پنتھ کی شان یا وقار کا مطلب سکھ مذہب کی شان یا وقار ہو سکتا ہے۔ تاہم، جو سوال ہمارے فیصلے کا مطالبہ کرتا ہے، وہ یہ نہیں ہے کہ خلاصہ میں لفظ 'پنتھ' کا پنجاب میں کیا مطلب ہو سکتا ہے۔

ہمیں جس سوال کا جواب دینا ہے وہ یہ ہے کہ اس پمفلٹ کے تناظر میں لفظ "پنتھ" کا کیا مطلب ہے جس کی تقسیم مبینہ طور پر بدعنوان عمل ہے؟ واضح رہے کہ اس پمفلٹ میں لفظ "پنتھ" چھ جگہوں پر آتا ہے۔ پہلے، پنتھ کے اعزاز کا حوالہ دیا جاتا ہے؛ پھر کہا جاتا ہے کہ یہ پنتھ کے قائدین پر تنقید کرنے کا وقت نہیں ہے۔ ان دونوں جگہوں پر لفظ "پنتھ" کا مطلب سکھ مذہب ہو سکتا ہے۔ لیکن جب ہم اگلے جملے میں لفظ "پنتھ" کے استعمال کی طرف جاتے ہیں، تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مذکورہ لفظ کا مطلب ممکنہ طور پر سکھ مذہب نہیں ہو سکتا۔ پمفلٹ کا متعلقہ حصہ ووٹرز سے کہتا ہے: آپ کو پنتھ کے مخالفین کو اسی طرح شکست دینی چاہیے جس طرح آپ نے پچھلے گوردوارہ انتخابات میں دی تھی۔ یہ عام بات ہے کہ گوردوارہ انتخابات سکھوں کی مختلف جماعتوں کے درمیان لڑے گئے اور اکالی دل پارٹی نے مذکورہ انتخابات میں کامیابی حاصل کی۔ لہذا، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جملے میں، پنتھ کا مطلب ممکنہ طور پر سکھ مذہب نہیں ہو سکتا۔ "پنتھ کے مخالفین" کے اظہار کا مطلب واضح طور پر اکالی دل پارٹی کے مخالفین اور ووٹرز کو

بتانے کے لیے پمفلٹ کا کیا مطلب ہے، بالکل اسی طرح جیسے پچھلے گوردوارہ انتخابات میں اکالی دل پارٹی اپنے مخالفین پر کامیاب ہوئی تھی، اسی طرح اگر اکالی دل پارٹی کو زیر بحث انتخابات میں فتح حاصل کرنی چاہیے۔ اگلا جملہ اس بات کو مزید واضح کرتا ہے کہ اس حصے میں پنتھ اور اکالی دل پارٹی کو مترادف سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ "ہر سکھ ووٹ اکالی دل کے نمائندوں کو جانا چاہیے"، اور اس کا پچھلے جملے کے ساتھ صرف اس بنیاد پر ملاپ کیا جا سکتا ہے کہ جن لوگوں نے متنازعہ پوسٹر کا مسودہ تیار کیا ہے، ان کے ذہنوں میں اکالی دل پارٹی اور پنتھ ایک جیسے ہیں۔ پھر پوسٹر میں کہا گیا ہے کہ پوسٹر میں کی گئی دعا، اگر قبول ہو جاتی ہے تو، ایک بار پھر پنتھ کی عزت کو برقرار رکھے گی؛ الفاظ "ایک بار پھر" ہمیں اس فتح کی طرف لے جاتے ہیں جو اکالی دل پارٹی نے پچھلے گوردوارہ انتخابات میں حاصل کی تھی، اور اس لیے اس تناظر میں پنتھ کا مطلب اکالی دل پارٹی ہونا چاہیے؛ اور آخر میں جب پمفلٹ پنتھ کی فتح اور پنتھ کی عزت کی طرف اشارہ کرتا ہے، تو اسے اکالی دل پارٹی کی فتح اور عزت کے حوالے سے لیا جانا چاہیے۔ آخری جملہ بہت اہم ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اس طرح کی عزت کو برقرار رکھنے سے، یعنی پنتھ کی عزت جو کہ اکالی دل ہے، ہم اپنے آخری مقصد یعنی پنجابی صوبہ تک پہنچ جائیں گے۔ یہ بات متنازعہ نہیں ہے کہ ان انتخابات میں اکالی دل پارٹی نے پنجابی صوبہ بنانے کی حمایت کی تھی اور متنازعہ پوسٹر کی طرف سے کی گئی اپیل کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اگر رائے دہندگان نے اکالی دل کے امیدوار کو واپس کر دیا تو اکالی دل کی عزت اور وقار برقرار رہے گا اور پنجابی صوبہ کا آئیڈیل حاصل ہوگا۔ آخر میں، پوسٹر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جن لوگوں نے اسے جاری کیا وہ پنتھ کی عزت اور وقار کو ہمیشہ بلند رکھنے کے لیے بے چین تھے۔

ہم نے پنجاب ہائی کورٹ اور ٹریبونل کے نقطہ نظر پر غور سے غور کیا ہے، لیکن ہم مطمئن ہیں کہ مذکورہ نظریہ متنازعہ پوسٹر کی منصفانہ اور معقول تعمیر سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔ درحقیقت، ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ نے پوسٹر میں مختلف جگہوں پر غور نہیں کیا ہے جہاں لفظ "پنتھ" استعمال کیا گیا ہے اور ان جملوں کو مربوط کرنے اور یہ پوچھنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی ہے کہ آیا ہائی کورٹ کی طرف سے لفظ "پنتھ" سے منسوب معنی ان تمام جملوں کے حوالے سے جائز ہے جن

میں یہ لفظ آتا ہے۔ یہ تعمیر کا ایک ابتدائی اصول ہے کہ ایک ہی لفظ کے ایک ہی دستاویز میں دو مختلف معنی نہیں ہو سکتے، جب تک کہ سیاق وسباق اس طرح کے کورس کو اپنانے پر مجبور نہ کرے۔ آخر کار، اعتراض شدہ پوسٹر کسی انتخاب میں اپیل کنندہ کی امیدواری کو آگے بڑھانے کے لیے جاری کیا گیا تھا، اور اس نے رائے دہندگان کے سامنے جو سادہ مقصد رکھا ہے وہ یہ ہے کہ اگر اپیل کنندہ منتخب ہو جائے تو پنجابی صوبہ حاصل کیا جا سکتا ہے؛ اور اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ اپیل کنندہ کا تعلق اکالی دل پارٹی سے ہے اور اکالی دل پارٹی پنجابی صوبہ کی مضبوط حامی ہے۔ ان کارروائیوں میں، ہم پنجابی صوبہ کے دعوے کی ملکیت، معقولیت یا خواہش پر غور کرنے کے لیے فکرمند نہیں ہیں۔ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے اور سیاسی جماعتوں کے لیے یہ مکمل طور پر اہل ہے کہ وہ اس طرح کے سیاسی مسئلے پر مخلصانہ طور پر مختلف اور متضاد خیالات رکھیں۔ اعتراض شدہ پوسٹر میں پنجابی صوبہ کے حوالے کی اہمیت اس حقیقت سے پیدا ہوتی ہے کہ اس سے اس معنی کا اشارہ ملتا ہے جو پوسٹر نے لفظ "پنتھ" کو تفویض کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لہذا، ہم مطمئن ہیں کہ اس پوسٹر میں لفظ "پنتھ" کا مطلب سکھ مذہب نہیں ہے، اور اس لیے اس خیال کو قبول کرنا ممکن نہیں ہوگا کہ اس پوسٹر کو تقسیم کر کے، اپیل کنندہ نے اپنے ووٹروں سے اپیل کی کہ وہ اسے اس کے مذہب کی وجہ سے ووٹ دیں۔

اس سلسلے میں، اس معاملے میں پیش کیے گئے زبانی شواہد کا حوالہ دینا مناسب ہو سکتا ہے۔ کرتار سنگھ نے کہا ہے کہ پچھلے 30 سالوں سے اکالی پارٹی کا دوسرا نام پنتھک پارٹی ہے۔ یہ گواہ اپیل گزار کو اس کے انتخاب میں فعال طور پر مدد کر رہا تھا، اور اس نے مزید کہا کہ مذکورہ انتخابات میں کانگریس کے خلاف تمام اپوزیشن جماعتوں کا مشترکہ محاذ تھا۔ یہ جماعتیں جن سنگھ، سوتنتر پارٹی، اکالی پارٹی اور دیگر تھیں۔ ایک اور گواہ اجمیر سنگھ نے اعتراف کیا کہ شرومنی اکالی دل سکھوں کی ایک سیاسی جماعت تھی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ 1957 کے انتخابات کو چھوڑ کر، جن کے لیے کانگریس کے ساتھ معاہدہ ہوا تھا، اکالی دل تمام انتخابات لڑتی رہی ہے۔ 1957 میں اکالی امیدواروں نے کانگریس کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا۔ 1958 میں، اکالی دل نے پنجابی صوبہ حاصل کرنے کے لیے ایک تحریک شروع کی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ حکومت نے علاقائی

فارمولے کومناسب طریقے سے نافذنہیں کیا تھا۔اس ثبوت سے پتہ چلتا ہے کہ اکالی دل پارٹی کوپنتھک پارٹی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اور یہ کہ ایک بڑا مسئلہ جس پر اس نے کانگریس پارٹی سے انتخابات میں مقابلہ کیا وہ ایک علیحدہ صوبے کی تشکیل تھی جسے وہ پنجابی صوبہ کہتا ہے۔اعتراض شدہ پوسٹر کی تشریح کرتے ہوئے،ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ نے اس زبانی ثبوت کو مدنظر نہیں رکھا ہے۔یہ سچ ہے کہ زبانی ثبوت پمفلٹ میں الفاظ کی تشریح میں کسی مادی مدد کے لیے نہیں ہوں گے؛لیکن جیسا کہ ہم نے ابھی اشارہ کیا ہے،پمفلٹ میں چھ جگہوں پر استعمال ہونے والے لفظ "پنتھ" کی صحیح تشریح صرف اکالی دل پارٹی کے معنی میں کی جاسکتی ہے اور اسی تناظر میں گواہوں کی طرف سے اس نام کے بارے میں دیے گئے بیانات جس سے اکالی دل پارٹی کو مقبول ذہنوں میں جانا جاتا ہے،کچھ مطابقت رکھتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ماضی میں دو مواقع پر الیکشن ٹریبونلز نے اسی طرح کے سوال پر غور کیا ہے۔سردول سنگھ کیویشار کی بنام حکم سنگھ اور دیگر میں۔(1) الیکشن ٹریبونل کو "پنتھ" اور "پنتھک" امیدوار کے الفاظ کی نشاندہی پر غور کرنا پڑا اور اس نے مشاہدہ کیا ہے کہ اگرچہ الفاظ "پنتھک امیدوار" لفظی طور پر سکھ برادری کے امیدوار کی نشاندہی کرتے ہیں،لیکن اکالی دل پارٹی کے مقبول ذہنوں میں پنتھک پارٹی کے نام سے مشہور ہونے کے بعد،لفظ "پنتھک" امیدوار اکالی دل پارٹی کے امیدوار کی نشاندہی کرنے آیا۔اس فیصلے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکالی دل پارٹی خود کو اس وقت بھی پنتھک پارٹی کہتی تھی جب الگ الگ سکھ انتخابی حلقے تھے،اور اس کے پاس۔اس کی اپنی اہمیت۔جب الگ الگ سکھ انتخابی حلقے ہوتے تو ایک دوسرے کے خلاف لڑنے والے تمام امیدوار سکھ ہوتے اور اس کے باوجود،اکالی دل پارٹی جس نے اپنے امیدوار قائم کیے،خود کو پنتھک پارٹی اور اس کے امیدواروں کو پنتھک امیدواروں کے طور پر بیان کیا،(بابا گوردت بنام سردار پرتاپ سنگھ کیرون کے ذریعے)۔ان فیصلوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اکالی دل پارٹی پنتھک پارٹی کے نام سے جانی جاتی ہے اور اس کے امیدوار پنتھک امیدوار ہیں،اور اتفاق سے موجودہ معاملے میں متنازعہ پوسٹر میں استعمال ہونے والے لفظ "پنتھ" کی صحیح تعریف کا تعین کرنے میں کچھ مدد مل سکتی ہے۔بدقسمتی سے،ایسا لگتا ہے کہ یہ فیصلے

بھی ہائی کورٹ کے سامنے نہیں رکھے گئے۔

اس اپیل سے الگ ہونے سے پہلے، ہم جگدیو سنگھ سدھانتی بنامِ پرتاپ سنگھ دولت اور دیگر میں اس عدالت کے حالیہ فیصلے کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ ()اس معاملے میں، کامیاب امیدوار کے انتخاب کو اس بنیاد پر چیلنج کیا گیا تھا کہ اس نے دفعہ 123 (3) کے تحت ایک بدعنوان عمل کو ختم کیا تھا جس میں اس نے رائے دہندگان سے اپنی زبان کی بنیاد پر اسے ووٹ دینے کی اپیل کی تھی، اور ہائی کورٹ نے اس دلیل کو برقرار رکھا تھا۔ ہائی کورٹ کے نتیجے کو الٹتے ہوئے، اس عدالت نے نشاندہی کی کہ جس زبان کے حوالے سے کامیاب امیدوار کے انتخاب کو چیلنج کیا گیا تھا، اس پر فریقین کے درمیان بنیادی تنازعہ کے تناظر میں غور کیا جانا چاہیے اور یہ تنازعہ یہ تھا کہ ہریانہ لوک سمیتی جس نے کامیاب امیدوار کی امیدواری کو اسپانسر کیا تھا، ہریانہ کے علاقے میں پنجابی کے نفاذ کی مزاحمت کرنا چاہتی تھی اور یہ واضح طور پر ایک سیاسی مسئلہ تھا۔ اگر اس طرح کے سیاسی مسئلے پر اپنے خیالات کی تشہیر کرتے ہوئے، کوئی امیدوار زبان پر مبنی دلیل پیش کرتا ہے، تو اس تقریر کے سیاق وسباق کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے جس میں زبان پر غور کیا گیا ہے، اور اسی طرح اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ کامیاب امیدوار کے خلاف مبینہ بدعنوان عمل قائم نہیں ہوا تھا۔ سیاسی مسائل جو انتخابی اجلاسوں میں تنازعات کا موضوع بنتے ہیں وہ بالواسطہ اور اتفاقی طور پر زبان یا مذہب کے تحفظات کو متعارف کرا سکتے ہیں، لیکن اس سوال کا فیصلہ کرتے وقت کہ آیا دفعہ 123 (3) کے تحت بدعنوان عمل کو کم کیا گیا ہے، متعلقہ سیاسی تنازعہ کی روشنی میں اعتراض شدہ تقریر یا اپیل پر احتیاط سے اور ہمیشہ غور کیا جانا چاہیے۔ اس لیے ہم مطمئن ہیں کہ ہائی کورٹ نے اس نتیجے پر پہنچنے میں غلطی کی کہ متنازعہ پوسٹر ایکسٹینشن، شق-10 نے ایکٹ کی دفعہ 123 (3) کی دفعات کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

نتیجہ یہ ہے کہ اپیل کی اجازت دی جاتی ہے، ہائی کورٹ کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور مدعا علیہ کی طرف سے دائر انتخابی درخواست کو پورے اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل کی اجازت دی جاتی ہے۔

(1) (1953) VI R. L. E.، 316 پر 326 ہے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 16.12
I attest to the accuracy and
integrity of this document